سرمایہ دارانہ نظام کے لیے لوٹ مار:

''امریکہ میں سونے اور چاندی کی دریافت، دیسی آبادی کی تباہی، زبردستی غلام بنانے کی مہم، قدیم دیسی باشندوں کی امریکی کانوں میں تدفین، ہندوستان اور ویسٹ انڈیز پر فاتحانہ یلغار اور ان کی لوٹ کھسوٹ، اور افریقہ کے براعظم کا کالی چمڑی کے لوگوں کی تجارت کے لیے شکار گاہ بننا، یہ وہ بنیادیں تھیں جن پر سرمایہ دارانہ نظام کے دور جدید کی عمارت کھڑی کی گئی''۔

یورپی اقوام کی تاریخ اور عالم اسلام کی تاریخ اور علمیات میں بنیادی نوعیت کا فرق ہے۔ مغرب میں علم کا ماخذ صرف اور صرف عقل اور حواس ہیں۔ وحی الٰہی وغیرہ نقل کے دائرے میں آتی ہیں لہٰذا اسے ماخذِ علم تسلیم نہیں کیا جاتا اس کے برعکس اسلامی تاریخ وتہذیب میں ماخذ علم نقل ہے اور علم ہمیں وحی الٰہی، ذات محبوب الٰہی، اور اجماع کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے مغرب اور اسلام میں علم کی تقسیم بالکل الگ ہے مغرب میں علم کا ماخذ سائنس اور آرٹس ہے سائنس کی دو شاخیں ہیں سوشل سائنسز اور نیچرل سائنسز۔ اس کے برعکس اسلام میں علم کی تقسیم دو طرح ہے [۱] علوم نقلیہ، [۲] علوم عقلیہ فنون۔ علوم نقلیہ ہی اصل علم ہے جس کے ذریعے ہمیں مابعد الطبیعاتی حقائق سے آگہی حاصل ہوتی ہے علوم عقلیہ تجربات پر منحصر ہوتے ہیں لہٰذا وہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں ان میں ارتقاء کا سفر جاری رہتا ہے۔ وہ تغیر وتبدل کے مراحل سے گزرتے رہتے ہیں انھیں فنون کہا جاتا ہے۔ لیکن علوم نقلیہ حرف آخر ہیں ان میں کسی ارتقاء کا امکان ہے نہ تغیر وتبدیلی ممکن ہے امت مسلمہ کے ایمان ویقین کی سلامتی انہی علوم نقلیہ کے محفوظ طریقے سے منتقل ہونے پر منحصر ہے اس وقت مغرب اور خصوصاً امریکہ کی یہ خواہش ہے کہ مسلمان علوم نقلیہ میں اجتہاد کے نام پر در اندازی کا کوئی دروازہ کھول دیں تاکہ پندرہ صدیوں سے محفوظ مسلمانوں کے اس علمی حصار میں نقب زنی کا راستہ مل سکے اگر ایک مرتبہ بھی قرآن، سنت، یا اجماع کے کسی ایک معاملے میں ترمیم وتنسیخ یا تبدیلی ممکن بنادی گئی تو مسلمانوں کی علمیات مشکوک مشتبہ بن جائیں گی اور امت کے لوگوں کا سوال یہ ہوگا کہ جس مسئلے کو پندرہ سو برس تک قرآن، حدیث اور اجماع کے نام پر پیش کیا گیا وہ غلط تھا۔ یعنی علماء ہمیں پندرہ سو برس تک بے وقوف بناتے رہے شریعت کے نام پر اپنے اجتہادات ہمیں سناتے رہے لہٰذا ہمارا پورا ذخیرہ علم مشکوک ہے اس کا ناقدانہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے یہ مغرب کا اصل ایجنڈا ہے اس ایجنڈے سے عدم واقفیت کے باعث عالم اسلام میں جدیدیت کی ایک لہر چل رہی ہے جس کا ماخذ مصر اور علی گڑھ تھے اس لہر کے متاثرین میں گنتی کے چند علماء بھی ہیں جن میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی، محمد الغزالی مرحوم، ڈاکٹر محمود احمد غازی اور حضرت مفتی تقی احمد عثمانی صاحب نمایاں ترین لوگ ہیں ان تمام افراد کے اخلاص ایمان دین دیانت داری راسخ العقیدگی شرافت نفس ایثار قربانی زہد تقویٰ، بزرگی عظمت کمال میں کوئی کلام نہیں ہے قرآن سنت اور اجماع کے حصار میں شگاف ڈالنے کا ایک جدید طریقہ تصویر کی حرمت کو سوالیہ نشان بنانے کا بہ ظاہر چھوٹا سا مسئلہ ہے اس چھوٹے سے مسئلے کو اٹھانے اور اجماع کو تبدیل کرنے کی کوششوں کا پس منظر ایک مثال سے سمجھئے، چٹکی بھر مٹی کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی لیکن یہ چٹکی بھر مٹی ہمیں ایک عظیم راز سے آگاہ کرتی ہے وہ راز یہ ہے کہ اگر ہوا چل رہی ہو اور مٹی کو اڑا

دیا جائے تو یہ مٹی ہوا کا رخ بتاتی ہے تصویر کی حرمت پر امت کا اجماع ہے اس اجماع کو توڑنے کی سرتوڑ کوشش مسلسل کی جارہی ہیں افسوس کی بات یہ ہے کہ مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس سلسلے میں عالم اسلام کے علماء کا اجلاس چند سال پہلے طلب کیا تا کہ تصویر کے مسئلے میں اجماع سے رجوع کرلیا جائے اس اجلاس میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا مفتی نظام شام زئی صاحب جامعہ فاروقیہ کے مفتی مینگل صاحب نے سوالات کا ایک سلسلہ اٹھادیا مفتی تقی عثمانی صاحب ان سوالات کا جواب نہ دے سکے اور یہ مجلس ملتوی کردی گئی جامعہ فاروقیہ کے ذرائع کے مطابق اس مجلس میں اٹھائے گئے بنیادی نوعیت کے سوالات کا جواب دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء سے اور مفتی تقی عثمانی صاحب کی جانب سے ابھی تک نہیں دیا گیا ہے کیوں کہ ان سوالات کا جواب دینا ممکن ہی نہیں ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ تمام تر بزرگی کے باوجود یہ علماء مغربی فکر و فلسفے سے واقف نہیں ہیں ان علماء کی ایک تحریر اور تصنیف بھی ایسی نہیں جس میں مغرب کے چوٹی کے فلسفیوں کے افکار کی کوئی جھلک یا ان پر کوئی نقد لکھا گیا۔ نقد و نظر تو دور کی بات ہے یہ ان حضرات جن کے اخلاص تقویٰ میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے مغربی فلسفے، سائنس سوشل سائنسز اور نیچرل سائنسز کی مبادیات سے بھی ناواقف ہیں اس کا ایک ثبوت حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالیٰ کی کتاب ''جدید معیشت وتجارت'' ہے جس میں تین بنیادی غلطیاں ہیں جن کا تعلق مغربی فکر، مغربی معیشت، مغربی فلسفے مغربی تاریخ سے ہے۔ حضرت والا علوم اسلامی کا سمندر ہیں اسلامی علوم میں انہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار کمالات سے نوازا ہے لیکن جو رسوخ حضرت والا کو اسلامی علوم میں حاصل ہے وہی رسوخ مغربی علوم میں حاصل نہیں ہے جس کے باعث بعض خطرناک مغربی نظریات و افکار کو حضرت والا نے سہواً اسلامی سند عطا فرمادی ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ میری امت کا اجماع کبھی کسی غلط چیز پر نہیں ہوسکتا سنت الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا اس امت پر خاص فضل و کرم ہے اور یہ امت آج تک کسی غلط چیز پر مجتمع نہیں ہوسکی لہٰذا بلاسود بنکاری اور حصص کے کاروبار کے سلسلے میں حضرت مولانا تقی عثمانی کی رائے منفرد رائے ہے ہندوستان پاکستان بلاد عرب کے نہایت جید علماء اس رائے کو تسلیم نہیں کرتے وہ بلاسود بینکاری کو سودی بینکاری اور حصص کے کاروبار کو غیر شرعی کاروبار بلکہ سود سٹہ قرار دیتے ہیں اور دونوں کاروباروں کو اسلامی نقطہ نظر سے حرام ٹھہراتے ہیں ان امور کی تفصیلات زیر نظر شمارے میں ملاحظہ فرمایئے۔ مفتی تقی عثمانی کی طلب کردہ اس مجلس علماء میں اگر تصویر کے جواز کا فتوی دے دیا جاتا تو اسلامی علوم کے ماخذ میں ایسا شگاف پڑ جاتا جو دن بدن وسیع ہوتا رہتا کیوں کہ ایک بار جب علماء نے یہ تسلیم کرلیا کہ تصویر کی حرمت کا فیصلہ غلط تھا اور امت خواہ مخواہ پندرہ سو برس تک اس غلط اجماع پر عمل کرتی رہی اور اب علماء پر یہ انکشاف ہوا کہ وہ اجماع سراسر غلط تھا یا ان حالات میں تو قابل عمل تھا لیکن عہد حاضر میں قابل عمل نہیں رہا تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ شریعت اور اس کے احکامات ازلی وابدی نہیں عالمگیر نہیں زماں و مکاں سے ماورا نہیں ہر عہد اور ہر زمانے میں قابل تغیر ہیں۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ ازسرنو نظر ثانی کی محتاج ہے اس کے ماخذات معتبر نہیں ہیں ان پر اعتبار کرکے زندگی کو مشکل دشوار نہیں بنایا جاسکتا۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نہایت نیک

نیتی سادگی اور علم ویقین کے پورے اعتماد کے ساتھ تصویر کی حرمت پر نظر ثانی چاہتے ہوں گے لیکن ان کے اس عمل کا نقصان امت مسلمہ کو پہنچتا اور اس کا سراسر فائدہ مغرب کو مغرب کے ایجنٹوں اور مغرب کے کارندوں کو پہنچتا اس کے نتیجے میں مسلمانوں کی پوری تاریخ، علمیات، ماخذات دین، علماء کرام، اکابر، اولیا، فقہا، سب کے سب غیر معتبر، جاہل، نادان ٹھہرائے جاتے یہ اللہ کا خاص فضل وکرم ہے کہ آج بھی علماء کرام میں اہل حق کی کثرت ہے حضرت مفتی سلیم اللہ خان کے وجود مبارک کی وجہ سے امت مسلمہ اس تاریخی بحران سے بخیر وعافیت گزر گئی لیکن یہ بحران موجود ہے اور کبھی بھی امت کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس کی تاریخ اور ماخدات علوم کو تہس نہس کر سکتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ وہ شخص دین کی کڑیاں بکھیر دے گا جو جاہلیت سے اچھی طرح واقف نہ ہو لہٰذا علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ مغربی فکر وفلسفے اور مغرب کے ایجنڈے کا اسی طرح مطالعہ کریں جس طرح امام غزالی نے یونانی فلسفے کا کیا تھا اور اس بصیرت سے کام لیں جو علمائے قدیم کو حاصل تھی تاکہ اسلام کے علمی حصار اور ماخذات دین میں کوئی تبدیلی، تغیر، ترمیم نہ کی جا سکے۔ ہمیں ایسے اجتہاد کی ضرورت ہے جو تقلید کو ممکن بنا سکے۔ اللہ کا خاص احسان یہ ہے کہ امت کے دیگر مکاتب فکر خصوصا بریلوی اور اہل حدیث میں تصویر کی حرمت پر کوئی تردد موجود نہیں اور ننانوے اعشاریہ ننانوے دیوبندی علماء اجماع پر قائم ہیں۔